سوموار 26- اکتوبر 1998ء
احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

روزنامہ
الفضل ربوہ
خطبہ نمبر37
ایڈیٹر: عبدالسمیع خان
CPL 61
213029
سوموار 26- اکتوبر 1998ء 5 رجب 1419 ہجری - 26 اخاء 1377 ہش جلد 48-83 نمبر 238

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خشیت الٰہی کی دعا

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کرتے تھے۔

اے اللہ ہمیں اپنی وہ خشیت عطا فرما جو ہمارے اور تیری نافرمانی کے درمیان حائل ہو جائے اور ہمیں ایسی اطاعت کی توفیق بخش جس کے ساتھ تو ہمیں اپنی جنت تک پہنچا دے۔ اور ایسا یقین نصیب کر جو ہم پر دنیا کی مصیبتیں آسان کر دے۔

(جامع ترمذی۔ کتاب الدعوات)

اللہ کی خشیت میں بہنے والا ایک آنسو جہنم کی آگ حرام کر دیتا ھے

تمام فتوحات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پردرد دعاؤں سے ہوئیں

اللہ ان کو خالی ہاتھ لوٹانے سے شرماتا ہے جو بندوں کے ہاتھ خالی لوٹانے سے شرماتے ہیں

بیت الفضل لندن میں 23- اکتوبر 98ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے فرمودہ خطبہ جمعہ کا خلاصہ

(یہ خلاصہ ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

لندن۔23- اکتوبر 1998ء۔ سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج یہاں بیت الفضل میں نماز جمعہ پڑھائی اور نماز سے قبل خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے خشوع اور حیا کے موضوعات پر روشنی ڈالی۔ حضور ایدہ اللہ کا خطبہ حسب معمول ایم ٹی اے نے بیت الفضل لندن سے لائیو ٹیلی کاسٹ کیا۔ اور چھ دیگر زبانوں عربی، انگلش، بنگالی، جرمن، بوسنین اور ترکی میں رواں ترجمہ نشر کیا گیا۔

حضور ایدہ اللہ نے سورہ بقرہ کی آیات 45 تا 47 کی تلاوت کے بعد فرمایا ان آیات کی تشریح میں حضرت مسیح موعود کے کچھ ارشادات پہلے پیش کئے گئے ہیں۔ باقی اب پیش ہیں۔ حضور نے حضرت مسیح موعود کے ارشادات کے حوالے سے فرمایا کہ ایسے فقیر دیکھے گئے ہیں کوئی بات سننے پر بڑی جلدی سے ان کی آنکھوں سے موٹے موٹے آنسو گرنے لگتے ہیں۔ ایسے بعض لوگ بڑے مکار، دنیاداروں سے بھی آگے ہوتے ہیں بعض کو خبیث طبع بددیانت اور ہر پہلو سے بدمعاش پایا گیا۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اس ارشاد سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ایسا خشوع کہ چند فقروں سے آنسو جاری ہو جائیں نیک بندوں کی یقینی علامات نہیں ہوتیں۔ یہ وہ قوت ہے جو بے محل اور برمحل دونوں جگہ حرکت کرتی ہے۔ بدوں اور نیکوں میں ان کی الگ الگ پہچان ہے۔ وہی حقیقی خشوع رکھتا ہے جس کے دل سے محبت الٰہی کے وقت محبت جوش مارتی ہے اور آنکھوں سے آنسو نکل آتے ہیں۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا اپنے دلوں کو ٹٹولتے رہنا چاہئے کہ کیا ہم وہی ہیں جن کو اللہ کی رضا ہمیشہ اپنی راہوں پر چلاتی رہے۔

حضور ایدہ اللہ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کا درد بیان کرنے والا حضرت مسیح موعود کا ایک ارشاد پیش فرمایا جس میں ذکر ہے کہ ابتدائے اسلام میں جو کچھ ہوا وہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ان دعاؤں کا نتیجہ تھا جو آپؐ نے مکہ کی گلیوں میں رو رو کر اپنے رب سے مانگیں حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اس میں ایک سبق ہم سب کے لئے یہ ہے کہ جب بھی دل میں بنی نوع اور دین کی محبت کا درد اٹھے تو وہی وقت قبولیت دعا کا ہے۔ یہ درد نہ اٹھے تو کوئی دعا قبول نہیں ہوگی۔ حضور نے فرمایا اس کیفیت کو مضبوطی سے پکڑلیں، حرز جان بنالیں، اس سے کبھی الگ نہ ہوں کیونکہ ہم نے دنیا میں بڑے بڑے کاموں کے اعادہ کا ارادہ کر رکھا ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے حضرت مسیح موعود کے ایک ارشاد کے حوالے سے فرمایا کہ کمال خشیت کا مفہوم (دین حق) کے مفہوم کو مستلزم ہے۔ حضور نے حضرت مسیح موعود کے ارشادات کے حوالے سے فرمایا کہ خشیت کے غلبہ کے وقت دل میں جو رقت اور گدازش پیدا ہوتی ہے اس آنسو کا ایک قطرہ بھی دوزخ کو حرام کر دیتا ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے بعد ازاں حیا کا مضمون شروع فرمایا اور سورہ بقرہ کی آیت کے حوالے سے فرمایا کبھی اللہ حیا کرتا ہے کبھی نہیں کرتا۔ کبھی رسولؐ بھی حیا کرتا اور کبھی نہیں کرتا۔ ان کے الگ الگ مواقع ہیں۔ اللہ فرماتا ہے کہ وہ مچھر کی مثال بیان کرنے سے بھی رک نہیں سکتا۔ اور جو اس کے اوپر ہے اس کا بھی۔ حضور نے فرمایا مچھر کے اوپر ہونے کا مطلب مچھر سے پیدا ہونے والی بیماری ملیریا ہے۔ جس سے اتنی اموات ہوئی ہیں جو جنگوں سے بھی نہیں ہوئیں۔ اس کے علاوہ اس سے مدافعت کے نظام پر غور کرنے کا موقع انسان کو ملا جو آج کے دور کی بڑی بڑی انسانی ترقیات کی بنیاد ہے۔ حضور نے فرمایا۔ یہاں پر واضح ہے کہ اللہ اپنی حیا سے بھی نہیں شرماتا۔ حیا اس وقت فائدہ مند ہے جب اس کے ساتھ لاانتہا فوائد منسلک ہوں۔

حضور ایدہ اللہ نے احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے فرمایا۔ تمہارا رب بہت ہی باحیا اور کریم ہے۔ بندہ جب دعا کے لئے ہاتھ پھیلاتا ہے تو اسے شرم آتی ہے کہ اسے قبول نہ کرے۔ حضور نے فرمایا کہ اس سے یہ مراد نہیں کہ ہر قسم کی دعا قبول ہو جاتی ہے۔ جن کے دل حیا سے خالی ہوں اللہ ان کو ضرور خالی لوٹاتا ہے۔ اللہ ان کے ہاتھ خالی لوٹانے سے شرماتا ہے جو اس کے بندوں کے ہاتھ خالی لوٹانے سے شرماتے ہیں۔ ایک اور حدیث بیان کرتے ہوئے حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیا کا یہ عالم تھا کہ منہ سے بولتے بھی نہ تھے آپ کا چہرہ بتاتا تھا کہ یہ بات آپ کو پسند نہیں لیکن دوسری طرف جہاں ضروری بات ہوتی تھی وہاں عورتوں کی ذاتی باتوں کے بیان کے وقت بھی شرماتے نہ تھے اس کی وجہ یہ تھی کہ اس سے عورتوں کی اصلاح ہوتی تھی۔ آخری حدیث آپ نے یہ بیان فرمائی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مرسلین کی سنت میں چار باتیں شامل ہیں۔ خوشبو لگانا، شادی کرنا، مسواک کرنا اور حیا۔ آپ نے فرمایا حیا تمام پیغمبروں کی سنت رہی ہے۔

ایم ٹی اے کے پروگرام۔

نئے اوقات

مورخہ 24- اکتوبر اور 25- اکتوبر 1998ء کی درمیانی شب سے لندن کا وقت تبدیل ہو گیا ہے جس کی وجہ سے ایم ٹی اے کے جملہ پروگراموں کے پاکستانی اوقات ایک گھنٹہ آگے ہو جائیں گے۔ آئندہ اہم پروگراموں کے اوقات مندرجہ ذیل ہیں۔

جمعہ

خطبہ جمعہ - رات 6-00
فرنچ دوستوں سے ملاقات - رات 7-40
خطبہ جمعہ دوبارہ - رات 9-45

ہفتہ

خطبہ جمعہ دوبارہ - صبح 7-00
چلڈرن کلاس انگریزی - رات 8-00

اتوار

خطبہ جمعہ - دن 12-00
سوال و جواب - دن 1-00
ملاقات انگریزی بولنے والوں سے - رات 8-00

سوموار

ہومیو پیتھی کلاس - رات 8-00

منگل

ترجمۃ القرآن کلاس - رات 8-00

بدھ

ترجمۃ القرآن کلاس - رات 8-00

جمعرات

ہومیو پیتھی کلاس - رات 8-00

مختلف زبانیں سکھانے کے پروگرام

ہفتہ۔ ڈینش زبان - شام 5-30

باقی صفحہ 7 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خطبہ جمعہ

ایثار لازم ہے اور اس کے بغیر آپ کو مزید ترقیات نصیب نہیں ہو سکتیں

ایثار کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ آپ کو غیر قوموں کے دلوں میں گھر کرنے کی توفیق بخشے گا

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بتاریخ 21- اگست 1998ء بمطابق 21- ظہور 1377 ہجری شمسی بمقام مئی مارکیٹ من ہائم (جرمنی)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سورہ حجرات کی آیات 2'3 کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

یہ وہ مضمون ہے جس میں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کا خصوصیت سے ایک ایسے رسول کے طور پر ذکر کیا گیا ہے جس کا احترام دنیا کے ہر انسان سے زیادہ ہونا چاہئے۔ اور اسی تعلق میں مختصراً ذکر میں نے اپنے ایک گزشتہ خطبے میں لندن میں کیا تھا۔ لیکن وہ مضمون کچھ ادھورا رہا اور کچھ غلط فہمیاں بھی اس کے نتیجے میں پیدا ہوئیں جن کو پیش نظر رکھتے ہوئے میں نے انگلستان میں تو بار بار یہ اعلان کروائے کہ جو میرا مطلب آپ سمجھے ہیں وہ درست نہیں' اصل مطلب اور ہے (-)

اور اسی طرح اس مضمون کا تعلق میں سمجھتا ہوں درجہ بدرجہ ان تمام ائمہ سے بھی ہے جو (بیوت الذکر) میں آنحضرت ﷺ کی سنت کی پیروی کرتے ہوئے امامت کرتے ہیں اور گھر کے بڑوں سے بھی تعلق ہے۔ تو یہ مضمون سلسلہ وار آگے بڑھتا چلا جاتا ہے۔ اگرچہ یہ سارے التزامات آنحضور ﷺ کے بعد دوسروں کے لئے بعینہ اس طرح نہیں ہونے چاہئیں کیونکہ حضور اکرم ﷺ کو جو امتیاز بخشا گیا ہے وہ اپنی جگہ ایک ایسا امتیاز ہے جس میں کوئی شریک نہیں ہو سکتا۔ مگر کچھ نہ کچھ درجہ بدرجہ اس سے دوسرے بھی حصہ پاتے ہیں (-) یہ اس مضمون کی اہمیت ہے جس کے پیش نظر میں اب مزید تفصیل بیان کرتا ہوں۔

میں نے گزشتہ خطبے میں یہ عرض کیا تھا کہ بعض لوگ ٹکٹکی لگا کے مجھے دیکھتے ہیں یعنی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر' جو میرے لئے الجھن کا موجب بنتا ہے۔ پس دیکھیں اور دیکھنا بات کرتے وقت ضروری ہے مگر یہ ضروری نہیں کہ آنکھوں میں ٹکٹکی لگا کر اس طرح دیکھا جائے گویا انسان اندر تک اتر رہا ہے۔ یہ صرف چند لوگوں کو عادت ہوتی ہے اور انہی کے پیش نظر میں نے اس خطبے میں یہ ذکر کیا تھا۔ مگر بعد میں جب میں نے دیکھا تو عجیب حال پایا۔ تمام وہ مخلصین جو ہمیشہ سے اعتدال اختیار کیا کرتے ہیں ان سب بے چاروں کی آنکھیں میں نے اس طرح جھکی ہوئی دیکھیں کہ سر بھی جھک گیا اور آتے جاتے وہ دیکھ کر مجھے گھبراہٹ ہوتی تھی کہ ہو کیا رہا ہے۔ ہر ایک نے بڑے ادب سے پوری طرح سر جھکا کر زمین پر نظریں گاڑی ہوئی تھیں۔ نہ مجھے آتے دیکھتے تھے نہ جاتے دیکھتے تھے اور نتیجہ یہ نکلا کہ میں حیران رہ گیا یہ کیا ہو رہا ہے۔ بعد میں مجھے سمجھ آئی کہ دراصل اس خطبے کا غلط تاثر قائم کیا گیا ہے اور میں نے مناسب سمجھا اور ان سے وعدہ بھی کیا کہ جرمنی کی جماعت میں جا کر اس مضمون کے دوسرے پہلو بھی بیان کروں گا اور حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں جو معاشرہ قائم تھا اور اس میں ہر قسم کی طبیعت کے لوگ تھے ان کا بھی ذکر کروں گا اور اسی طرح حضرت مسیح موعود (-) کے زمانے میں آکر جو معاشرہ قائم ہوا اور مختلف مزاج کے لوگ تھے ان کا بھی ذکر کروں گا اور یہ بھی سمجھاؤں گا

کہ ان آیات سے جو پڑھی گئی ہیں یا ان روایات سے جو بیان کی جائیں گی ہرگز یہ مراد نہیں کہ انسان اپنے بنیادی مزاج کو تکلف سے بدلے۔ اپنے مزاج کی حدود کے اندر رہتے ہوئے بھی ایک انسان آنحضور ﷺ اور آپؐ کے صحابہؓ کی سنت کی پیروی کر سکتا ہے۔ اور اسی طرح اپنے مزاج کی حدود کے اندر رہتے ہوئے حضرت مسیح موعود (-) سے عشق کا حق بھی ادا کر سکتا ہے اور مختلف مزاج کے لوگوں کی حدود مختلف ہیں' ہر مزاج کا آدمی اپنی حدود کے اندر رہے اور ان حدود کے اندر اسے توفیق ملے گی کہ وہ اپنے عشق کا اظہار اس نسبت سے کرے جو اللہ تعالیٰ نے اس کو صلاحیتیں بخشی ہیں۔

سب سے پہلے میں نے جو ٹکٹکی والی حدیث ہے وہ سامنے رکھی ہے' جو حضور اکرم ﷺ ناپسند فرماتے تھے۔ الادب المفرد للبخاری میں مجاہد بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ اس امر کو ناپسند فرماتے تھے کہ کوئی اپنے بھائی کو ٹکٹکی باندھ کر دیکھتا رہے۔ جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے یہ ٹکٹکی باندھنے کا مضمون صرف رسول اللہ ﷺ سے تعلق نہیں رکھتا بلکہ بعض لوگوں کو عادت ہوتی ہے وہ دوسرے کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھتے رہتے ہیں اور یہ گھورنے کی عادت نہایت معیوب ہے۔ آنحضور ﷺ اس عادت سے سخت کراہت فرماتے تھے۔ چنانچہ حضور ﷺ فرماتے ہیں' ٹکٹکی باندھ کر دیکھتا رہے اور جب وہ اس کے پاس سے جائے تو اس کی نظریں اس کا پیچھا کرتی رہیں' یہ وہ مضمون ہے جو میرے اس خطبے پر حاوی رہے گا۔ اور جو وقت بچے گا اس میں میں انشاء اللہ بعض دوسرے امور یعنی ایثار سے تعلق رکھنے والے امور بیان کروں گا۔

حضرت ابن شماسہ المھری بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت عمروؓ بن العاص کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ وہ نزع کی حالت میں تھے۔ یہ میں نے روایت کئی دفعہ بیان کی ہے مگر ہے بہت ہی پیاری روایت' ان معنوں میں کہ ایک صحابی کی مختلف حالتوں کا ذکر ہے اور ایک صحابی کے عشق کے انداز کا ذکر ہے جو باقی صحابہ سے مختلف تھا لیکن اس اختلاف کے باوجود ان کا ایک اپنا رنگ تھا جسے انہوں نے آخر تک پکڑے رکھا۔ گو بعد میں پچھتائے کہ میں نے کیوں آنحضورؐ کی زندگی میں آپؐ کو نظر بھر کے نہیں دیکھا۔ چنانچہ حضرت عمروؓ بن العاص کی خدمت میں یہ ابن شماسہ حاضر ہوئے جب کہ وہ نزع کی حالت میں تھے۔ آپ کافی دیر تک روتے رہے اور منہ دیوار کی طرف پھیر لیا۔ آپ کے صاحبزادے نے کہا اے میرے پیارے باپ کیا آنحضرت ﷺ نے آپ کو فلاں فلاں بشارتیں نہیں دیں۔ راوی کہتے ہیں اس پر حضرت عمروؓ بن العاص نے منہ ہماری طرف کیا اور کہنے لگے سب سے بہتر جس چیز کی ہم تیاری کر سکتے ہیں وہ تو یہ شہادت دینا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ اس کے بعد فرمایا مجھ پر تین حالتیں آئیں۔ ایک وہ حالت جب میں سب سے زیادہ آنحضرت ﷺ سے بغض رکھتا تھا اور یہ

روزنامہ الفضل ربوہ۔ پبلشر آغا سیف اللہ۔ پرنٹر قاضی منیر احمد۔ مطبع ضیاء الاسلام پریس ربوہ۔ مقام اشاعت دارالنصر غربی ربوہ۔ قیمت 2 روپے 50 پیسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بھی پسند نہیں کرتا تھا کہ آنحضرت ﷺ کے چہرے پر نظر ڈالوں۔ یعنی بغض کی اتنی انتہاء تھی کہ شدت نفرت سے اس چہرے کو دیکھنا گوارا نہیں کرتے تھے۔ صرف خواہش تھی کہ بس چلے تو میں اس کو قتل کر دوں۔ کہتے ہیں اگر اس حالت میں میں مرجاتا تو یقیناً جہنمیوں میں سے ہوتا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے اسلام کو میرے دل میں ڈال دیا تو میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ ہاتھ بڑھایئے میں آپ کی بیعت کرنا چاہتا ہوں۔ حضور اکرم ﷺ نے ہاتھ بڑھایا تو میں نے مضبوطی سے آپ کا ہاتھ تھام لیا۔ آنحضرت ﷺ فرمانے لگے عمرو! کیا بات ہے۔ کیوں اتنا مضبوطی سے ہاتھ پکڑ رکھا ہے۔ میں نے عرض کیا میں آپ سے ایک وعدہ لینا چاہتا ہوں۔ فرمایا کیا وعدہ لینا چاہتے ہو۔ میں نے عرض کیا یہ کہ میرے گناہ بخش دیئے جائیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا تجھے معلوم نہیں کہ اسلام لانے کے بعد اس سے پہلے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح ہجرت اور حج کے بعد بھی ان سے پہلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اس وقت میری نظر میں آنحضور ﷺ سے زیادہ محبوب اور زیادہ معزز کوئی اور شخص نہ تھا لیکن آپ کی عظمت اور رعب کی وجہ سے آنکھ بھر کر آپ کو دیکھ نہ سکتا تھا۔ اگر مجھ سے حضور انور کے حلیہ مبارک کے بارے میں پوچھا جائے تو میں بیان نہیں کر سکتا۔ کیونکہ میں نظر بھر کر آپ کو کبھی نہیں دیکھ سکا۔ اگر میں اسی حالت میں فوت ہو جاتا یعنی رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں جبکہ میرے عشق کا یہ عالم تھا تو مجھے امید تھی کہ میں جنتیوں میں سے ہوتا۔

اب یہ وجہ ہے۔ جب نزع کی حالت میں آپ نے منہ پھیرا اور روتے رہے آپ کو اپنے انجام کی یہ فکر تھی کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اسلام سے عداوت اور بغض کی حالت سے تو نکال لیا اور مجھ سے وعدہ بھی ہوا کہ جو اس حالت سے نکل جائے اس سے بخشش کا سلوک ہوگا۔ اگر میں اس زمانے میں مرجاتا تو اچھا تھا۔ یہی صدمہ تھا جو آپ کو نڈھال کئے جا رہا تھا اور نزع کی حالت کے یہی خیالات تھے جو آپ کو تنگ کر رہے تھے۔

ایک اور روایت سنن ابی داؤد سے لی گئی ہے۔ اسامہؓ بن شُریک بیان کرتے ہیں کہ میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اب یہ ایک نظارہ جو اسامہؓ نے دیکھا کہ صحابہ کی اس وقت کیا حالت ہوا کرتی تھی جب حضور اکرمؐ آپ میں تشریف فرما ہوتے تھے۔ صحابہ یوں ساکت بیٹھے تھے گویا ان کے سروں پر پرندے ہوں۔ یعنی جیسے سر پر پرندہ ہو اور بولنے سے اڑنے کا خطرہ ہوتا ہے انسان حرکت بھی نہیں کرتا' اسی طرح صحابہ ساکت وصامت بیٹھے تھے۔ چنانچہ میں نے سلام عرض کیا پھر بیٹھ گیا۔ ادھر ادھر سے بدوی لوگ مجلس میں آنے لگے۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ کیا ہم دوائیوں کا استعمال کیا کریں۔ اس پر فرمایا دوائیاں ضرور استعمال کیا کرو کیونکہ اللہ عزوجل نے کوئی بیماری نہیں بنائی مگر اس کا علاج بھی پیدا فرمایا ہے سوائے ایک بیماری کے جو بڑھاپا ہے' وہ مقدر ہے۔ ہر شخص کو آخر بڑھاپا پہنچنا ہے اور اسی حالت میں جو اس سے مختلف امکانی سلوک ہو سکتے ہیں ان کا قرآن کریم میں تفصیل سے ذکر ہے۔ مگر بڑھاپے سے کوئی انسان بچ نہیں سکتا۔ اگر جوانی کی عمر سے گزرے گا تو بڑھاپے کی عمر ضرور دیکھے گا۔ فرمایا اس کا کوئی علاج نہیں باقی سب چیزوں کا علاج ہے۔ اس بناء پر بعض صحابہؓ نے یہ بھی خواہش کی کہ ہم تو خاموش بیٹھے رہیں مگر ہماری موجودگی میں کوئی بدوی آ جائے اور وہ سوال کرے اور اس رنگ میں ہماری تربیت ہو جائے۔

آنحضور ﷺ کا چہرہ دیکھ کر جو صحابہ پہچانتے تھے کہ یہ جھوٹے کا چہرہ نہیں ہو سکتا ان میں حضرت ابوبکر صدیقؓ بھی تو تھے۔ پس یہ خیال کرنا کہ چہرہ دیکھنا گویا ممنوع تھا یہ درست نہیں ہے۔ چہرہ دیکھنے کا بھی انداز ہوا کرتا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے متعلق سوچا بھی نہیں جا سکتا کہ آپ آنحضور ﷺ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر' ٹکٹکی لگا کر' گھورتے ہوئے دیکھیں۔ یہ ناممکن ہے۔ اور یہ بھی ناممکن ہے کہ آپ کی نظریں آپؐ کے چہرے پر نہ پڑیں۔ اس لئے ان دونوں باتوں کے درمیان اعتدال کی ضرورت ہے اور سب لوگ اپنی عادتوں میں یہ اعتدال پیدا کریں۔

اب حضرت مسیح موعود (-) کے زمانے کی روایات چونکہ ہمارے قریب کی روایات ہیں اور تحریروں میں بھی محفوظ ہیں اس لئے آنحضور ﷺ کے زمانے میں جو آداب ہوا کرتے تھے اور جس طرح مختلف صحابہ اپنے اپنے رنگ میں آنحضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے ان میں یہ بھی ایک رنگ تھا کہ بعض صحابہ سوال کیا کرتے تھے' ضروری نہیں بدوی ہو۔ چنانچہ کثرت سے روایات ملتی ہیں کہ آنحضور ﷺ سے بعض مقامی صحابہ بھی سوال کرنے کی عادت رکھتے تھے اور اس بات کو آنحضور ﷺ نے کبھی ناپسند نہیں فرمایا بلکہ بعض موقعوں پر آپؐ نے پوچھا اور بار بار پوچھا کہ خاموش بیٹھے ہو مجھ سے کوئی سوال کرو۔ پس یہ تصور قائم کرنا درست نہیں کہ صرف بدویوں پر لوگ بیٹھے رہتے تھے کہ وہ آئیں تو سوال کریں۔ سوال کرنے کی عادت تھی بعض لوگوں کو اور رسول اللہ ﷺ نے ان کو بند نہیں کیا۔ صرف اتنا فرمایا کرتے تھے کہ ضرورت سے زیادہ سوال نہ کیا کرو کیونکہ ہو سکتا ہے بعض سوالوں کے جواب میں تم پر تنگی عائد ہو جائے۔

اب یہی رنگ حضرت مسیح موعود (-) کے (رفقاء) میں ملتا ہے۔ ہر ایک اپنے مزاج کے مطابق اپنی محبت کا اظہار کرتا ہے دو (رفقاء) نمونے کے طور پر میں نے چنے ہیں۔ ایک حضرت حکیم نورالدین صاحب (-)۔ آپ اور حضرت مولوی عبدالکریم صاحب دونوں کے مسیح موعود سے عشق میں کوئی بھی شک نہیں۔ رنگ اپنا اپنا تھا' مزاج الگ الگ تھے۔ چنانچہ حضرت مولوی محمد اسماعیل صاحب ہلال پوری بیان کرتے ہیں کہ حضرت مولوی صاحب یعنی حکیم مولوی نورالدین صاحب اور حضرت مولوی عبدالکریم صاحب اپنے اپنے رنگ میں اخلاص اور محبت کے پتلے تھے لیکن دونوں کی طبائع میں نمایاں فرق تھا۔ حضرت مولوی حکیم صاحب جب بیت الذکر میں تشریف لایا کرتے تھے تو حضور کی مجلس میں سب سے آخر خاموشی کے ساتھ بیٹھ جایا کرتے تھے۔ یعنی بعض دفعہ وہاں جگہ ملتی جہاں جوتیاں پڑی ہوتی تھیں اور ایک صوبہ سرحد کے (رفیق) کو اس بناء پر خلافت سے وابستگی کی توفیق ملی کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ جب میں نے حضرت نورالدین کو دیکھا کہ وہ خلیفہ بن رہے ہیں تو بے اختیار میرے منہ سے نکلا کہ اس شخص نے تو جوتیوں سے خلافت پالی۔ پس ایک رنگ یہ بھی تھا انکساری کا کہ جوتیوں میں بیٹھے رہتے اور اسی انکساری کو خدا نے قبول فرمایا اور انہی جوتیوں سے آپ کو خلافت مل گئی۔

لیکن حضرت مولوی عبدالکریم صاحب ہمیشہ حضرت اقدس (-) کے پاس بیٹھا کرتے تھے اور سوالات کرنے سے کبھی ہچکچاتے نہیں تھے۔ اب یہ دونوں (رفقاء) ہیں جن کے عشق کی گواہی خود حضرت مسیح موعود (-) نے دی ہے۔ اس لئے اس سے انکار ممکن ہی نہیں۔ بلکہ مولوی صاحب فرمایا کرتے تھے کہ خدا تعالیٰ کے مامور دنیا میں روز روز نہیں آتے' صدیوں بعد خوش قسمت لوگوں کو ان کی زیارت نصیب ہوتی ہے اس لئے جو سوال ذہن میں آئیں وہ پیش کر کے دنیا کی روحانی تشنگی بجھانے کا سامان پیدا کر لینا چاہئے۔ اب دیکھیں محبت کے تقاضے بدلے بھی نہیں مگر دونوں جگہ تکلف نہیں تھا۔ یہ بنیادی بات ہے جسے آپ کو ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہئے۔ اگر تکلف سے ادب کریں گے تو وہ ادب نہیں ہوگا' وہ محض تکلف اور بناوٹ ہوگی۔ اگر واقعتہ "اس مزاج کے مطابق جو اللہ نے آپ کو بخشا ہے اسی مزاج کی حدود میں رہتے ہوئے آپ محبت کریں گے تو یہ تکلف اور بناوٹ نہیں بلکہ طبعا" ایک محبت ہوگی اور اس کا ہر رنگ اچھا ہوگا اور اگر سنت (رفقاء) کو آپ پیش نظر رکھیں۔

ایک ذکر حضرت مرزا ایوب بیگ صاحب (-) کا بھی ملتا ہے۔ مجلس میں حضور کے بہت زیادہ قریب بیٹھتے اور ٹکٹکی لگا کر چہرہ مبارک کو دیکھتے اور پاؤں یا بازو یا کمر وغیرہ دباتے' درود استغفار پڑھتے رہتے۔ اب بعض لوگ اس روایت کا غلط مطلب سمجھتے ہیں۔ یہاں ہرگز یہ نہیں کہا گیا کہ آپ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر ٹکٹکی لگا کر دیکھتے تھے۔ چہرے کو دیکھتے تھے اور چہرہ کو دیکھنا ایک الگ مضمون ہے اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ نظروں میں نظریں گاڑ کر دیکھتے تھے۔ حضور کوئی تقریر تقویٰ' طہارت کے متعلق فرماتے تو آپ کا پیراہن آنسوؤں سے تر ہو جاتا تھا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پس دیکھنے کے متعلق یہ بات پیش نظر رکھیں کہ غالب کا ایک شعر جو مجھے بہت پسند ہے اور وہ اس مضمون کو بہت عمدگی سے بیان کر رہا ہے وہ یہ ہے ؎

نظارے نے بھی کام کیا واں نقاب کا
مستی سے ہر نگہ ترے رخ پر بکھر گئی

پس صحابہ کی نگاہیں حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ پر مستی سے بکھر جایا کرتی تھیں۔ اور اس سے آنحضورؐ نے کبھی منع نہیں فرمایا اور یہی حال حضرت مسیح موعود(-) کے (رفقاء) کا تھا۔ چنانچہ مرزا ایوب بیگ صاحب یا دوسرے جن (رفقاء) کے ذکر میں آپ یہ بات پائیں گے وہ دیکھتے تو تھے مگر ایسے کہ دیکھتے بھی نہ ہوں۔ یعنی نگاہیں ہر طرف پھیل جاتی تھیں۔ بکھر جاتی تھیں اور کبھی ان (رفقاء) نے جرأت نہیں کی کہ حضرت مسیح موعود(-) کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑ کر دیکھیں۔ ہاں یہ انداز تھا کہ دیکھ رہے ہیں' نظر ملتے ہی دوسری طرف رخ کر لیا یا آنکھ پھیر لی تاکہ گستاخی نہ بنے۔

پس بسا اوقات بات کرنے والا آنکھوں میں بھی دیکھتا ہے مگر دیکھنے کے انداز مختلف ہوتے ہیں۔ اگر دیکھ رہا ہو اور بات کرنے والے کی نظر پڑ جائے تو اس وقت جھجک سے آنکھ ذرا سی ادھر ادھر ہو جانی چاہئے۔ **اور بعض لوگوں کا دیکھنے کا انداز یہ ہوتا ہے کہ وہ دونوں آنکھوں کے درمیان ماتھے کے اوپر نظر رکھتے** ہیں۔ ہمارے ایک مرحوم ماموں سید محمود اللہ شاہ صاحب (-) ان کا یہی انداز ہوا کرتا تھا۔ حضرت مصلح موعود سے کبھی ملنے آتے تو ہمیشہ اسی طرح دیکھتے تھے اور آنکھوں میں آنکھیں ڈالنے کا کوئی سوال نہیں تھا اور دل کی پیاس بھی بجھ جاتی تھی کہ پورا چہرہ غور سے دیکھوں۔ چنانچہ ایک دو دفعہ میں نے محسوس کیا کہ مجھے بھی اس طرح دیکھ رہے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ یہ کیا بات ہے آپ کی نگاہیں میرے اوپر ہوتی ہیں مگر ملتی نہیں تو تب مجھے انہوں نے یہ راز سمجھایا کہ میں نے یہ ایک اپنے لئے ترکیب بنائی ہوئی ہے کہ ماتھے کے اوپر دو آنکھوں کے درمیان اس جگہ دیکھتا ہوں تو دیکھنے والوں کو یہ محسوس نہیں ہوتا کہ مجھے دیکھ نہیں رہا اور میری نظریں بھی ادب کی وجہ سے آنکھوں میں آنکھیں نہیں ڈالتیں۔ تو یہ بھی ایک انداز ہے جو حضرت مسیح موعود(-) کے ایک (رفیق) جو عمر میں حضرت مسیح موعود(-) کے وصال کے وقت چھوٹے تھے مگر پھر بھی اتنے چھوٹے نہیں تھے کیونکہ میری والدہ سے عمر میں بڑے تھے اور میری والدہ کی بھی حضرت مسیح موعود(-) کے زمانے میں آپ کے ایک بچے سے شادی ہوئی۔ پس اس وجہ سے میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی (رفقاء) ہی کا رنگ ہے جو حضرت سید محمود اللہ شاہ صاحب (-) نے بیان فرمایا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی مجلس میں حضرت مصلح موعود(-) کا کیا انداز تھا یہ بھی ایک دلچسپ واقعہ ہے جو میں نے آپ کے لئے چنا ہے۔ حضرت مولوی شیر علی صاحب(-) کی روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ خلافت اولیٰ کے زمانے میں میں نے دیکھا کہ جو ادب اور احترام اور جو اطاعت و فرمانبرداری آپ (یعنی حضرت مصلح موعود) حضرت خلیفۃ المسیح الاول (-) کی کرتے تھے اس کا نمونہ کسی اور شخص میں نہیں پایا۔ حضرت مولوی شیر علی صاحب (-) کے متعلق میں آپ کو بتا دوں کہ ان کو بھی کنکھیوں سے دیکھنے کی عادت تھی۔ بسا اوقات نظریں جھکی ہوتی تھیں مگر گردوپیش میں جو ہو رہا ہے اس سے باخبر رہتے تھے اور کبھی بھی ایسا نہیں ہوا کہ ماحول میں جو باتیں ہو رہی ہوں ان سے بے خبر زمین پر نظریں گاڑ رکھی ہوں۔ دیکھتے تھے ہلکی نظر سے پھر نظریں جھکا لیا کرتے تھے۔ میں نے بھی مولوی صاحب کے ساتھ کھڑے ہو کر بہت نمازیں پڑھی ہیں۔ کئی دفعہ احمدیہ ہوسٹل کی (بیت الذکر) میں آپ نے نماز پڑھنی شروع کی کیونکہ قرآن کریم کے انگریزی ترجمے کے سلسلے میں آپ کو لاہور چند مہینے ٹھہرنا پڑا تھا تو روزانہ صبح ہمارے ہوسٹل کی (بیت الذکر) میں نماز پڑھا کرتے تھے اور مجھے یہ توفیق مل گئی کہ میں آپ کے ساتھ کھڑا ہوتا تھا۔ اس وقت میں نے آپ کو دیکھا کہ نماز کے بعد جب مجلس لگا کے بیٹھتے تھے تو تمام گردوپیش کی خبر ہوتی تھی مگر عادتاً آپ کی فطرت میں یہ بات تھی کہ اکثر آنکھیں جھکائے رکھتے تھے۔ تو آپ کی گواہی حضرت مصلح موعود کے متعلق میری اس گواہی کی تائید کرتی ہے کہ حضرت مولوی شیر علی صاحب کی نظر سے کوئی اہم بات نہیں رہتی تھی اور کسی اور نے حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی مجلس میں اس گہری نظر سے حضرت مصلح موعود کو نہیں دیکھا جس طرح حضرت مولوی شیر علی صاحب نے دیکھا اور یہ آپ کی ایک یکتا روایت ہے۔ چنانچہ اس کی تائید میں حضرت مصلح موعود کی اپنی تحریر بھی ہے۔ آپ کی روایت جاری ہے۔ وہ فرماتے ہیں آپ کے ادب کا یہ حال تھا کہ جب حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی خدمت میں جاتے تو آپ دوزانو ہو کر بیٹھ جاتے اور جتنا وقت آپ کی خدمت میں حاضر رہتے اسی طرح دوزانو ہی بیٹھے رہتے۔ میں نے یہ بات کسی اور میں نہیں دیکھی۔

(تاریخ احمدیت جلد 4 صفحہ 636)

حضرت مصلح موعود کا اپنا بیان بعینہٖ اس کی تائید کر رہا ہے۔ منصب خلافت صفحہ 35 ایڈیشن اول میں عبارت درج ہے۔ **"پہلے تو میں ان سے بے تکلف تھا"** یعنی حضرت خلیفۃ المسیح الاول سے بے تکلف تھا۔ "اور دو دو گھنٹے تک مباحثہ کرتا رہتا تھا لیکن جب وہ خلیفہ ہو گئے تو کبھی ان کے سامنے چوکڑی مار کر بھی نہیں بیٹھا کرتا تھا۔" چوکڑی مار کر بیٹھنا یعنی ویسے ممنوع تو نہیں ہے۔ یہاں میرے سامنے کئی دوست ہیں جو چوکڑی مار کر بیٹھے ہوئے ہیں لیکن وہ ایک بڑی مجلس میں بیٹھے ہوئے ہیں اور ان کے لئے ممکن نہیں کہ اپنی چوکڑی کی عادت کو جو آرام کی عادت ہے بدل سکیں اس لئے وہ بھی کسی غلط فہمی میں مبتلا نہ ہوں۔ حضرت مصلح موعود ایک ایسی مجلس کی بات کرتے ہیں جو چند آدمیوں کی مجلس ہوا کرتی تھی اور بعینہٖ حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے سامنے آپ کو بیٹھنا ہوتا تھا۔ وہ حالت ایسی تھی جس میں چوکڑی مار کر بیٹھنا یقیناً بے ادبی اور گستاخی ہوتی۔

"جاننے والے جانتے ہیں" یہ لکھتے ہیں مصلح موعود' کہ "خواہ مجھے تکلیف بھی ہوتی مگر یہ جرأت نہ کرتا اور نہ اونچی آواز سے کلام کرتا" تو اس میں' حضرت مصلح موعود کی اس بات میں بہت بڑی نصیحت ہے ساری جماعت کے لئے اور اس سے حضرت مولوی شیر علی صاحب کے اوپر بھی ایک بہت اچھی روشنی پڑتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں "جاننے والے جانتے ہیں" ان جاننے والوں میں میں نے ایک حضرت مولوی شیر علی صاحب (-) کی روایت دیکھی ہے اور روایتیں ہوں گی تو میرے علم میں نہیں۔

اب اس مضمون سے ہٹ کر ایک اور مضمون بیان کرتا ہوں جو آپ کے جلسہ کی مناسبت سے بیان کیا جانا ضروری ہے اور وہ ایثار کا مضمون ہے (-) (-) ایثار کا مضمون تو بہت وسیع ہے اور کئی قسم کی قربانیوں پر یہ مضمون پھیلا ہوا ہے لیکن آج اس خطاب میں میں ایثار کا صرف وہ حصہ بیان کروں گا جو جماعت احمدیہ جرمنی کے اس جلسہ سالانہ سے تعلق رکھتا ہے۔

سب سے پہلے تو میں اس بات پر آپ کو خوشخبری دیتا ہوں اور مبارکباد دیتا ہوں کہ میں نے جماعت جرمنی میں اس پہلو سے بہت ایثار پایا ہے' اتنا کہ کسی اور جماعت میں ایثار ہو تو وہ لازماً خدا تعالیٰ کا شکر گزار ہو کہ اس نے ایثار کا حق ادا کرنے کی توفیق بخشی۔ ایثار کے جتنے پہلو ہیں ان میں سے ایک دو پہلو جو جلسے سے تعلق رکھتے ہیں وہ میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ سب سے پہلے یہ کہ **اپنے وقت کو قربان کرنا ایثار ہے' اپنے مال کو قربان کرنا ایثار ہے' اپنی سہولتوں کو دوسرے کی خاطر قربان کر دینا یہ بھی ایثار ہے۔ اور اس جرمنی کے جلسے میں ہمیں ایثار کے یہ تینوں پہلو ہر طرف دکھائی دے رہے ہیں۔**

باہر سے آنے والے مہمانوں کا جس اہتمام کے ساتھ جماعت جرمنی کو خیال رکھنے کی توفیق ملتی ہے کم ہی آپ کو یہ نظارے دوسری جماعتوں میں دکھائی دیں گے۔ ضرور ایسی جماعتیں ہیں جن میں ایثار کے یہی جذبے کام کرتے ہیں' بعض پہلوؤں سے شاید زیادہ بھی ہوں لیکن یہ بات جرمنی میں جس کثرت سے پھیلی ہوئی ہے اس کو دیکھ کر حیرت ہوتی ہے۔ ایک تنہا آپ دنیا میں وہ جماعت ہیں جہاں بیس ہزار سے زائد' کم سے کم میرا اندازہ ہے' بیس ہزار سے زائد افراد مرد عورتیں اور بچے جرمنی کے جلسے کے دنوں میں مسلسل ایثار سے کام لے رہے ہوتے ہیں۔ بعض ماؤں کو اپنے بچوں کی ہوش نہیں رہتی اور بچے بھی اس وجہ سے صبر کرتے ہیں کہ جلسے کے دن ہیں اور انہیں یہ تکلیف ساتھ اٹھانی چاہئے تو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اگر بچوں کو بھی شامل کر لیا جائے تو تیس ہزار بھی کم ہو گا اور میں سمجھتا ہوں کہ آپ میں سے خدا تعالیٰ تیس ہزار افراد کو مختلف پہلوؤں سے ایثار کی توفیق بخشتا ہے۔

ایثار کے تعلق میں چند باتیں میں آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں کہ ایثار ایک طبعی حالت کا نام ہے اور وقتی ضرورت کا نام نہیں ہے۔ سچا ایثار جو قائم رہتا ہے' باقی رہتا ہے اور ہمیشہ آپ کو خدا کے قریب کر سکتا ہے اور کرتا رہتا ہے وہ طبیعت اور مزاج میں مٹی ہونا ہے۔ **اگر مزاج مٹی ہو چکا ہو' اگر طبیعت میں تکبر کا کوئی شائبہ تک باقی نہ رہے تو ایسے انسان کا ایثار ایک دائمی ایثار ہو جاتا ہے۔**

لیکن اس کے اظہار پھر اس کی دوسری زندگی میں بھی دکھائی دیتے ہیں۔ صرف جلسے کے موقعوں پر مہمانوں کے تعلق میں نہیں بلکہ روزمرہ کے ہر انسانی سلوک میں یہ ایثار کا اظہار ہوتا ہے۔ آج کل میں جانتا ہوں بعض لوگوں نے اپنے گھر کلیتہً خالی کر دیئے ہیں تاکہ وہ مہمان جو پسند نہیں کرتے کہ ان کے ساتھ ان کے گھروں میں دوسرے لوگ بھی ٹھہرے ہوں ان کو پوری طرح بے تکلفی میسر ہو اور آرام سے وہ جتنے دن چاہیں' جس طرح چاہیں ان کے گھر کی چیزیں استعمال کریں ایسے گھر کثرت سے میرے علم میں ہیں۔

لیکن جو ایثار میں بتا رہا ہوں جس کی میں بات کر رہا ہوں' وہ مزاج کا وہ انکسار ہے جو باقی رہنا چاہئے اور ساری زندگی اس کو آپ کا ساتھ دینا چاہئے۔ اس ایثار کے نتیجے میں جب بھی کوئی مہمان آئے خواہ وہ جلسے کا موقع ہو یا کوئی اور موقع ہو اس کے ساتھ میزبانی کے ادب اختیار کرنا' محبت و بشاشت سے اس کے ساتھ پیش آنا اور مہمان نوازی کے لئے جو رسول اللہ ﷺ نے مدت مقرر فرمائی ہے اس مدت کے اندر اس کی مہمان نوازی کے سارے تقاضے پورے کرنا یہ طبعی خوشی سے ہونا چاہئے' یہ تکلف سے نہیں ہونا چاہئے۔ اور اگر یہ طبعی جوش ہو تو پھر آپ کو حضرت مسیح موعود (-) کے زمانے کی بھی وہ ساری باتیں یاد آجائیں گی کہ آپ کس طرح مہمان نوازی کیا کرتے تھے۔ دیکھنے والے کے لئے تکلیف ہوتی تھی لیکن آپ کو اس تکلیف میں ایک ایسا لذت کا احساس ملتا تھا جس میں آپ کی نظر خدا کی رضا پر پڑتی رہتی تھی اور عادتاً جھکتے تھے' عادتاً" مہمان نوازی کرتے تھے اور اس کے لطف اٹھاتے تھے۔ بعض (رفقاء) کی روایت ہے کہ ہم نے دیکھا تو بہت تکلیف کی حالت میں' سردی میں سکڑے ہوئے ایک کوٹ اوپر لیا ہوا اور کوئی بستر نہیں' کوئی آرام کا سامان نہیں۔ اور جب انہوں نے حضرت مسیح موعود (-) سے پوچھا تو مسکرا کر فرمایا کہ کوئی تکلیف نہیں مجھے بڑا آرام مل رہا ہے۔ کیونکہ سب کچھ مہمانوں کے آرام کے لئے باہر بھیج چکے تھے۔ اس بات میں آرام مل رہا تھا کہ مہمانوں کو آرام ہے تو اگر تکلیف ہو تو یہ کیفیت پیدا ہو ہی نہیں سکتی۔ اگر انکساری گہری اور سچی نہ ہو تو ناممکن ہے کہ اس قسم کی تکلیف میں انسان مزہ اٹھا سکے۔ **تو اپنی عادت میں یہ انکساری داخل کریں جو زندگی بھر آپ کا ساتھ دے گی اور اس دنیا ہی میں نہیں بلکہ اس دنیا میں بھی کام آئے گی کیونکہ یہی انکساری ہے جو در حقیقت انسان کو قرب الٰہی بخشتی ہے۔** اور یہی انکساری ہے جس کے نتیجے میں دنیا کا سب سے بڑا انسان حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ پیدا ہوئے۔ یعنی پیدا ہوئے سے مراد ہے آپ کو وجود کی خلعت بخشی گئی یعنی جو وجود جو محمد رسول اللہ ﷺ کے بیج سے اٹھا ہے وہ وجود پیدا ہوا۔ میری مراد پیدا ہونے سے بچے کی پیدائش نہیں بلکہ ہر انسان میں سے ایک تخلیق نَو ہوا کرتی ہے۔ اس تخلیق نَو کی میں بات کرتا ہوں کہ آنحضور ﷺ اپنی اسی انکساری کے نتیجے میں پیدا ہوئے اور ایک بشر سے محمدؐ رسول اللہ بن گئے۔ پس آپ کی بھی اپنی صلاحیتوں کے دائرے ہیں۔ ان دائروں سے باہر تو آپ جا نہیں سکتے مگر اگر انکساری کا حق ادا کریں اور آج کل انکساری سیکھنے کا بہت اچھا موقع ہے کیونکہ آج کل کے حالات میں تو میں جانتا ہوں کہ آپ کی انکساری آپ کو ضرور مزہ دیتی ہے اور لطف اٹھا رہے ہیں مگر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ ایک ہوا چلی ہوئی ہے جیسے بہار کے موسم میں کانٹے دار جھاڑیاں بھی پھول پھل لے آتی ہیں تو اس عام مہمان نوازی کے موسم میں بعید نہیں کہ وہ لوگ جو طبیعت کے نسبتاً" کرخت بھی ہیں وہ بھی میزبانی کے مزے لوٹ رہے ہوں اور مہمانی کا حق ادا کرنے کے مزے لوٹ رہے ہوں۔

تو جب کثرت سے ایسی باتیں دکھائی دیتی ہیں تو تجزیہ کرنا پڑتا ہے اور سب سے اچھا تجزیہ ہر انسان اپنا خود کر سکتا ہے کیا یہی رنگ آپ کا بعد میں بھی جاری رہتا ہے کہ نہیں۔ **اگر ایثار طبیعت میں ہے تو اپنے گھر والوں سے بھی تو ایثار ہونا چاہئے' اپنی بیوی سے ایثار کا سلوک ہونا چاہئے' اپنے بچوں سے ایثار کا سلوک ہونا چاہئے اور جب اس پہلو سے آپ ایثار کے مضمون کا مطالعہ کریں گے تو یہ بہت پھیلا ہوا مضمون دکھائی دے گا۔**

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (-) جو بھی ان کی طرف ہجرت کرتے ہیں' یہ انصار کا ذکر چل رہا ہے ان سے ان کے دلوں میں کوئی تنگی نہیں ہوتی اور ان سے ان کو کوئی حاجت بھی وابستہ نہیں ہوتی اور جو کچھ ان کو ملتا ہے اس پر وہ حسد تو بہرحال محسوس نہیں کرتے مگر ان معنوں میں رشک بھی نہیں کرتے کہ ان کو بھی وہ ضرور مل جائے۔ اپنے بھائیوں کو جو خدا کی راہ میں ہجرت کر کے آئے ان کو اتنا پیار سے دیکھتے ہیں' اس قدر انکسار سے ان کے ساتھ معاملہ کرتے ہیں کہ ان کو جو کچھ بھی ملے اس پر یہ بھی خوش ہوتے ہیں گویا اپنے کو مل گیا۔ اور ان کی ضرورتیں پوری کرنے کے لئے اپنی ضرورتوں کو قربان کرتے رہتے ہیں۔ یہ ایثار کی سچی تعریف ہے جو قرآن کریم نے بیان فرمائی ہے۔

(فرمایا) خواہ تنگی ہی کیوں نہ ہو۔ پس تنگی کے حالات میں آپ کی مہمان نوازی آزمائی جاتی ہے اور جب تنگی پڑتی ہے اور تنگی صرف اپنے کو ہی نہیں بلکہ بیوی اور بچوں کو بھی تنگ کرتی ہے اس وقت کی جو مہمان نوازی ہے وہ گہرے انکسار سے عطا ہو سکتی ہے ورنہ نہیں ہو سکتی۔ اس ضمن میں حضرت مسیح موعود (-) کے چند اقتباسات میں نے چنے ہیں جو آپ کے سامنے رکھتا ہوں اور کوشش کرتا ہوں کہ ان کی تشریح کر سکوں جو آپ کو اچھی طرح سمجھ آئے۔ اس مضمون کو جس گہرائی سے حضرت مسیح موعود (-) نے سمجھا ہے اسے دیکھ کر انسان کا دل عش عش کر اٹھتا ہے۔

فرمایا' "انسان چونکہ ناقص اور ثواب حاصل کرنے کے لئے اعمال صالحہ کا محتاج ہے اسی لئے کبھی وہ تواضع اور تذلل کے طور پر اپنے خدا کو خوش کرنے کے لئے اپنے آرام پر دوسرے کا آرام مقدم کر لیتا ہے اور آپ ایک حظ سے بے نصیب ہو کر دوسرے کو وہ حظ پہنچاتا ہے۔" یعنی ایثار کی سچی تعریف یہ ہے کہ خدا کی رضا کی خاطر' اپنے خدا کو خوش کرنے کے لئے' اپنے آرام پر دوسرے کا آرام مقدم کر لیتا ہے۔ یہ زندگی بھر کا معاملہ ہے اور آپ ایک حظ سے بے نصیب رہ کر' ایک لطف سے بے نصیب رہ کر دوسرے کو وہ لطف پہنچاتا ہے۔

اب جو لطف ہے اس میں دونوں پہلو مسیح موعود (-) نے بیان فرمائے ہیں۔ ایک لطف اس نے دوسرے کے لئے مہیا کیا مگر وہ ایسا لطف نہیں ہے جو مہیا کرے اور اپنے لطف میں کمی نہ آئے۔ اس لئے حضرت مسیح موعود (-) جب ایثار کی بات کرتے ہیں تو بے حد باریک نظر سے گفتگو فرماتے ہیں۔ اگر باریک نظر سے آپ کی باتوں کا مطالعہ نہ کیا جائے تو آپ کو صحیح پیغام مل ہی نہیں سکتا۔ ایثار کا مطلب ہے کچھ چھوڑنا اور اسے دوسرے کی طرف منتقل کرنا۔ یہ فقرہ کہ "ایک حظ سے بے نصیب رہ کر دوسرے کو وہ حظ پہنچاتا ہے۔" یہ ایثار کی تعریف میں لازم ہے۔ جو حظ آپ غیر کو پہنچا رہے ہیں اس سے خود بے نصیب ہو رہے ہیں۔ مثلاً ایک دوست مہمان آتے ہیں آپ سے ملنے کے لئے تشریف لاتے ہیں' آپ اپنے بیوی بچوں کو چھوڑ کر جتنی دیر ان کے پاس بیٹھے رہتے ہیں ایک حظ سے محروم ہو رہے ہیں۔ اور اس کے پاس بیٹھنے کے نتیجے میں اپنا حظ جو بیوی بچوں میں آپ کو حاصل ہونا تھا وہ اس کو پہنچا رہے ہیں کہ اسے آپ کو ملنے کی خواہش ہے تو یہ حقیقی ایثار ہے۔

"آپ ایک حظ سے بے نصیب رہ کر دوسرے کو وہ حظ پہنچاتا ہے تا اس طرح پر اپنے خدا کو راضی کرے اور اس کی اس صفت کا نام عربی میں ایثار ہے۔" پھر فرمایا' "ظاہر ہے کہ یہ صفت گو عاجز انسان کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صفات محمودہ میں سے ہے لیکن خدا کی طرف منسوب نہیں ہو سکتی۔" اب یہ پہلو بھی بہت اہم ہے کہ اگرچہ ایثار انسان کو زیب دیتا ہے بلکہ اتنا زیب دیتا ہے کہ ایثار کے بغیر انسان کوئی روحانی ترقی کر ہی نہیں سکتا' خدا سے مل ہی نہیں سکتا اگر ایثار نہ ہو' لیکن یہ صفت محمودہ تو ہے' بہت پیاری اور قابل تعریف صفت ہے مگر خدا میں نہیں ہے کیونکہ خدا کو اپنا کوئی حظ چھوڑنا نہیں پڑتا۔ اس لئے جب بھی وہ بندے پر جھکتا ہے احسان سے جھکتا ہے' ایثار سے نہیں جھکتا۔ اب یہ پہلو بھی بہت ہی لطیف پہلو ہے جو بعض ایسی صفات میں خدا کو بندے سے ممتاز کر کے دکھاتا ہے جو یا محض بندے میں ہوں گی یا محض خدا میں ہوں گی۔ اپنی اپنی جگہ دونوں قابل تعریف ہیں مگر ایک دوسرے کی طرف منتقل نہیں ہو سکتیں۔ ان کے درمیان ایک دائمی حد فاصل ہے۔ اسے وہ صفات پار نہیں کر سکتیں۔

"لیکن خدا کی طرف منسوب نہیں ہو سکتی کیونکہ نہ تو وہ تواضع اور تذلل کی راہ سے کسی ترقی کا محتاج ہے۔" اب انسان تو تواضع کرتا ہے اس لئے کہ اس کے نتیجے میں اسے ترقی ملتی ہے۔ وہ ترقی کیا ہے اللہ تعالیٰ کے قریب تر ہونا۔ مگر اللہ کیوں تواضع کرے وہ تو کسی ترقی کا محتاج نہیں ہے۔ وہ تو ترقیوں کا منبع ہے۔ اسے کون سی اور ترقی کرنی ہے جس کی وجہ سے اسے تواضع کرنا پڑے۔ "اور نہ اس کی جناب میں یہ تجویز کر سکتے ہیں کہ وہ دوسروں کو کسی قسم کا آرام پہنچانے کے لئے اس بات کا محتاج ہے کہ اپنے تئیں مصیبت میں ڈالے۔" اب دیکھ لیں بندہ جب بھی کسی کو آرام پہنچانے کے لئے جب کوئی ایثار کرتا ہے تو لازماً" اپنے آپ کو کچھ مصیبت میں ڈالتا ہے اور یہی چیز ہے جس کے متعلق حضرت مسیح موعود (-) توجہ دلا رہے ہیں کہ اللہ کسی کو آرام پہنچانے کی خاطر اپنے آپ کو مصیبت میں نہیں ڈالتا کیونکہ یہ اس کی شان کبریائی کے خلاف ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ یہ بات "قدرت تامہ اور نشان الوہیت اور جلال ازلی ابدی کے منافی ہے۔ اگر وہ اس قسم کی ذلت اور مصیبت اور محرومی اپنے لئے روا رکھ سکتا ہے تو پھر یہ بھی ممکن ہو گا کہ وہ اپنی خدائی کسی دوسرے کو بطور ایثار دے۔"

اب دیکھیں استدلال کا کیسا پیارا رنگ ہے کہ ایثار میں تو آپ اپنی ایک چیز دوسرے کو دے دیتے ہیں آرام دیں یا دولت دیں اور منفعت بخش چیزیں عطا کریں۔ اپنی ایک چیز اپنے سے الگ کر کے دوسرے کو دیتے ہیں تو حضرت مسیح موعود (-) فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ سے اس قسم کا ایثار ہو ہی نہیں سکتا۔ یعنی اس کی طرف منسوب کرنا بھی اس کی شدید گستاخی ہو گی کیونکہ پھر اس ایثار کے ساتھ وہ خدا خدا رہ ہی نہیں سکتا۔ اس ایثار کا نتیجہ تو یہ ہے کہ "یہ بھی ممکن ہو گا کہ وہ اپنی خدائی کسی دوسرے کو بطور ایثار دے کر آپ معطل اور بے کار بیٹھ جائے یا اپنی صفات کاملہ دوسرے کو عطا کر کے آپ ان صفات سے ہمیشہ کے لئے محروم رہے۔"

پس ایثار میں چیزوں کا دوسری طرف انتقال اس رنگ میں کرنا کہ آپ ان سے محروم رہ جائے یہ بنیادی بات ہے اور یہ بنیادی حقیقت ہے جس کو سمجھے بغیر آپ کو ایثار کے حقیقی معنے آ ہی نہیں سکتے۔ فرماتے ہیں' "سو ایسا خیال خدا تعالیٰ کی جناب میں بڑی گستاخی ہے اور میں قبول نہیں کر سکتا کہ کوئی خدا ترس' منصف مزاج یہ ناقص حالتیں خدائے ذوالجلال کے لئے پسند کرے گا۔ ہاں بلاشبہ یہ صفت ایثار جس میں ناداری اور لاچاری اور ضعف اور محرومی شرط ہے ایک عاجز انسان کی نیک صفت ہے کہ باوجودیکہ دوسرے کو آرام پہنچا کر اپنے آرام کا سامان اس کے پاس باقی نہیں رہتا پھر بھی وہ اپنے پر سختی کر کے دوسرے کو آرام پہنچا دیتا ہے۔" (کتاب البریہ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 97-99) یہ ذرا لمبی عبارت تھی وقت کی مناسبت سے میں اس کو مختصر کر رہا ہوں۔

"یہ بھی یاد رہے کہ انسان کی صفت ایثار اس شرط سے قابل تحسین ہے کہ اس میں کوئی بے غیرتی اور دیوثی اور اتلاف حقوق نہ ہو"۔ یہ ایک بہت ہی اہم بنیادی بات ہے جس کو روزمرہ کی زندگی میں سمجھنا چاہئے۔ بے غیرتی اور دیوثی کا نام ایثار نہیں ہے۔ شمالی چین میں بعض ایسے علاقے ہیں جہاں ایثار کا مطلب یہ سمجھا جاتا ہے کہ انسان جو گھر میں آئے وہ گھر کا مالک اس طرح بنا دیا جائے کہ گھر کی بیوی بچوں وغیرہ پر بھی اس کو تصرف حاصل ہو۔ یہ وہ اشارہ ہے جو حضرت مسیح موعود (-) نے فرمایا ہے کہ اس کا نام ایثار نہیں ہے' دیوثی ہے۔ پس چونکہ وہ جاہل لوگ خدا سے بے بہرہ ہیں اس لئے انہوں نے ایثار کا ایک ایسا رنگ اختیار کر لیا جس کا حقیقی ایثار سے یا حیاداری سے کوئی دور کا بھی تعلق نہیں۔ اس بات کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنے گھروں میں مہمانی کیا کریں کہ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ گھر کا مہمان آگیا ہے بیوی بچوں سے پردہ ہی اتار دیا جائے وہ بے تکلفی سے جہاں چاہے پھرے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمارا گھر آپ کا گھر ہے اب آپ ہمارے گھر میں اس طرح رہیں جیسے اپنے گھر میں رہتے ہیں۔ اس کی وہ مثال جو میں نے بیان کی تھی وہ درست مثال ہے۔ بعض لوگ جو چاہتے ہیں کہ اپنا گھر سمجھ کر کوئی رہے وہ گھر ہی خالی کر دیتے ہیں۔ وہ یہ نہیں کیا کرتے کہ اپنے نفوس کے ساتھ آنے والے نفوس کو اس طرح ملا جلا دیں کہ ان کی حرمت کا احساس باقی رہے نہ اپنی حرمت کا احساس باقی رہے۔ اس قسم کے ایثار کو حضرت مسیح موعود (-) نے دیوثی قرار دیا ہے کیونکہ بات کھولنے کا وقت نہیں نہ یہ مناسب ہو گا کہ اتنی بڑی مجلس میں جہاں خواتین بھی سن رہی ہوں یہ باتیں کھول کھول کر بیان کی جائیں مگر اس کے نتیجے میں اس کو جس کو آپ ایثار سمجھ رہے ہوں گے اس کے نتیجے میں اپنی جان' اپنی عزت اور خدا کی رضا کو تلف کر رہے ہوں گے۔ تو ایثار تو بندے میں تب زیب دیتا ہے کہ وہ خدا کے قریب کر رہا ہو۔ اگر خدا سے دور کر رہا ہو تو اسے کون احمق ایثار قرار دے گا۔

پس اپنے معاشرے کی حفاظت کریں اور جرمنی کے ماحول میں یہ حفاظت آپ سے ہمہ گیر تقاضے کرتی ہے' ہمہ وقت تقاضے کرتی ہے۔ اور اسی نصیحت کے ساتھ اب میں چند منٹ تک اس خطبے کو ختم کروں گا۔ حضرت مسیح موعود (-) کی یہ جو لمبی عبارت ہے اس میں سے یہ آخری حصہ میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ فرماتے ہیں کہ' "ایثار سے مراد محض نفس کو تکلیف میں ڈالنا ہرگز نہیں ہے۔ تکلیف میں اس صورت میں ڈالنا کہ اس سے بہتر فوائد حاصل ہوں اور ادنیٰ چیز قربان کر کے اعلیٰ چیز حاصل کر رہے ہوں۔" آپ فرماتے ہیں کہ اگر صرف تکلیف میں ڈالنا' ایک خیال کے پیچھے تکلیف میں ڈالنا حقیقی ایثار ہوتا تو پھر ایسے ہندو بھی ملتے ہیں جو بتوں کے سامنے کھڑے کھڑے اپنے بازو یا ٹانگیں سکھا لیتے ہیں یا بتوں کی خاطر اپنے بچوں کو قربان کر دیتے ہیں' زندہ بچوں کو گنگا میں بہا دیتے ہیں مگر یہ حق تلفی ہے۔ یہ ایثار نہیں ہے۔ کیونکہ ایثار کے نتیجے میں آپ کو زیادہ سے زیادہ یہ حق ملتا ہے کہ آپ تکلیف اٹھائیں کسی کو خوش کرنے کے لئے' کسی دوسرے نفس پر آپ کو ہرگز اختیار نہیں ہے کہ اس کو زبردستی تکلیف پہنچائیں تاکہ کوئی اور آپ سے خوش ہو جائے۔ یہ فرق ہے جو ہندو فلسفے میں اور مسلمان فلسفے میں ہے۔ ورنہ آپ کہہ سکتے ہیں کہ ہم سب قربانی جب کرتے ہیں تو بچے بھی تکلیف اٹھاتے ہیں مگر یہ مراد نہیں کہ بچے کو مجبور کر کے اس گھاٹ میں غرق کر دیا جائے جہاں وہ اپنے ہوش اور حواس کے ساتھ کبھی بھی غرق ہونا پسند نہ کرے۔

پس ایثار لازم ہے اور اس کے بغیر آپ کو مزید ترقیات نصیب نہیں ہو سکتیں۔ مگر ایثار کو اپنی زندگی کا ایک لازمی حصہ بنا لیں گویا وہ آپ کی سرشت ہو جائے اور اس سرشت کے ساتھ آپ کو تمام جرمن قوم سے تعلق رکھنا چاہئے اور تمام ان قوموں سے تعلق رکھنا چاہئے جو اس ملک میں آکر آباد ہوئی ہیں۔ یہ ایثار ہی ہے **جو آپ کے رستے صاف کرے گا۔ ایثار کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ آپ کو غیر قوموں کے دلوں میں گھر کرنے کی توفیق بخشے گا' ان کو اپنانے کی توفیق بخشے گا۔ وہ جو بے گھر ہیں ان کو گھر مہیا کرنے کی توفیق بخشے گا مگر اپنی عزت اور احترام کی قربانی کے بغیر۔** پس میں امید رکھتا ہوں کہ آپ کی جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے جو ایثار کے بہت نمونے دکھا رہی ہے ایسے نمونے کہ ان کے متعلق سوچ کر بعض دفعہ میرے دل سے آنسوؤں میں بھیگی ہوئی دعائیں اٹھتی ہیں۔ میں جب تصور کرتا ہوں تو عش عش کر اٹھتا ہوں۔ سبحان اللہ' اللہ نے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کیسے کیسے پیارے وجود قائم کئے ہیں اور واقعتہ "ان کے ایثار کے تصور سے میری آنکھیں بھیگ جاتی ہیں کیونکہ یہ غبار دل سے اٹھ رہے ہوتے ہیں۔

اور کبھی ایک دن بھی، ایک رات بھی ایسی نہیں گذری جب میں نے آپ کو، خصوصاً جرمنی کی جماعت کو ان کے ایثار کی وجہ سے اپنی دعامیں یاد نہ رکھا ہو۔ ایک رات بھی ایسی نہیں گذرتی۔ مختلف حالتیں ہیں۔ کبھی سکون کے ساتھ وہ باتیں اللہ کے حضور عرض کرتا ہوں کہ ان بندوں کا خیال رکھ وہ تیری خاطر یہ قربانی کر رہے ہیں پھر ان سے بے قرار ہو کر اپنے چین کھو دیتا ہوں۔ مگر آپ کو یہ سمجھانا چاہتا ہوں کہ اس ایثار کو چمٹے رہیں، اس کو اپنی فطرت ثانیہ بنالیں اور اسی ایثار کے ساتھ سب قوموں کے ساتھ سلوک کریں کیونکہ میں امید رکھتا ہوں کہ یہ ایثار انشاء اللہ جرمنی کے اندر رہنے والے جرمنوں اور غیر قوموں کے دل بدل دیں گے اور احمدیت کے لئے ان کے دلوں کی راہیں صاف ہو جائیں گی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

احمدیہ ٹیلی ویژن انٹرنیشنل کے خاص خاص پروگرام

پاکستانی وقت کے مطابق

پیر 26- اکتوبر 1998ء

1-40 رات۔ چلڈرنز کارنر۔ ورک شاپ نمبر8۔
2-15 رات۔ درس القرآن نمبر 11- 12-1-98
3-25 احمدیہ ٹیلی ویژن ورائٹی۔ تقریر حافظ مظفر احمد صاحب از پاکستان۔
4-25 رات۔ چینی زبان سیکھئے۔
5-35 رات۔ چلڈرنز کارنر۔ ورک شاپ نمبر8۔
6-00 صبح۔ لقاء مع العرب۔
7-00 صبح۔ احمدیہ ٹیلی ویژن امریکہ۔ مجلس سوال وجواب۔ 94-10-23
8-10 صبح۔ اردو کلاس۔
9-20 صبح۔ چینی زبان سیکھئے۔
9-50 صبح۔ حضرت صاحب کی ملاقات انگریزی بولنے والے احباب کے ساتھ۔
11-45 دوپہر۔ چلڈرنز کارنر۔ ورک شاپ نمبر8۔
12-10 دوپہر۔ درس القرآن نمبر 11- 12-1-98
1-20 دوپہر۔ احمدیہ ٹیلی ویژن ورائٹی۔ تقریر ملک جمیل الرحمان رفیق صاحب۔
2-00 دوپہر۔ لقاء مع العرب۔
3-05 دوپہر۔ اردو کلاس۔
4-00 سہ پہر۔ احمدیہ ٹیلی ویژن سپورٹس۔ فٹ بال از ربوہ۔
4-25 سہ پہر۔ احمدیہ ٹیلی ویژن ورائٹی۔ تقریر مظہر اقبال صاحب اجتماع خدام الاحمدیہ 1995ء
5-40 شام۔ نارو یجین زبان سیکھئے۔
8-10 رات۔ ہومیوپیتھی کلاس۔ نمبر173
9-10 رات۔ لقاء مع العرب۔
11-30 رات۔ اردو کلاس۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

منگل 27- اکتوبر 1998ء

1-40 رات۔ چلڈرنز کارنر۔ کلاس نمبر116
2-10 رات۔ روحانی خزائن۔ کوئز پروگرام۔
3-05 رات۔ ہومیوپیتھی کلاس۔
4-05 رات۔ نارو یجین زبان سیکھئے۔
4-40 رات۔ ڈاکومنٹری۔ مقبرہ نور جہاں۔
5-40 رات۔ چلڈرنز کارنر۔ کلاس نمبر116
6-05 صبح۔ لقاء مع العرب۔
7-15 صبح۔ احمدیہ ٹیلی ویژن سپورٹس۔ فٹ بال از ربوہ۔
7-40 صبح۔ احمدیہ ٹیلی ویژن ورائٹی۔ حضرت طلحہؓ کے بارے میں تقریر۔
8-10 صبح۔ اردو کلاس۔
9-15 صبح۔ نارو یجین زبان سیکھئے۔
9-55 صبح۔ ہومیوپیتھی کلاس۔
11-40 دوپہر۔ چلڈرنز کارنر۔ کلاس۔116
12-15 دوپہر۔ پشتو پروگرام۔
1-10 دوپہر۔ روحانی خزائن۔ کوئز پروگرام۔
2-00 دوپہر۔ لقاء مع العرب۔
3-00 دوپہر۔ اردو کلاس۔
4-00 سہ پہر۔ طبی پروگرام۔ ہماری خوراک۔
5-35 شام۔ فرنچ زبان سیکھئے۔
8-10 رات۔ ترجمۃ القرآن کلاس۔ 27-10-98
9-15 رات۔ لقاء مع العرب۔
11-25 رات۔ اردو کلاس۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

بدھ 28- اکتوبر 1998ء

1-30 رات۔ چلڈرنز کارنر یسرنا القرآن۔
2-00 رات۔ احمدیہ ٹیلی ویژن ورائٹی۔ واقفین نو۔
2-30 رات۔ ہماری کائنات۔
2-50 رات۔ ترجمۃ القرآن کلاس۔
3-53 رات۔ فرنچ زبان سیکھئے۔
4-30 رات۔ احمدیہ ٹیلی ویژن ورائٹی۔
5-45 رات۔ چلڈرنز کارنر۔ یسرنا القرآن۔
6-15 صبح۔ لقاء مع العرب۔
7-15 صبح۔ طبی آئٹم۔ ہماری خوراک۔
7-40 صبح۔ چلڈرنز کارنر۔ واقفین نو
8-05 صبح۔ اردو کلاس۔
9-10 صبح۔ فرنچ زبان سیکھئے۔
[illegible]50 صبح۔ ترجمۃ القران کلاس۔
11-45 دوپہر۔ چلڈرنز کارنر۔ یسرنا القرآن۔
12-15 دوپہر۔ سواحیلی پروگرام۔ مذاکرہ۔
1-00 دوپہر۔ ہماری کائنات۔
1-25 دوپہر۔ احمدیہ ٹیلی ویژن ورائٹی۔ انٹرویو انٹرنیشنل بائیو گرافک سنٹر۔ کیمبرج
1-55 دوپہر۔ لقاء مع العرب۔
3-05 دوپہر۔ اردو کلاس۔
4-10 سہ پہر۔ احمدیہ ٹیلی ویژن ورائٹی۔ درثمین۔
5-35 شام۔ جرمن زبان سیکھئے۔
8-10 رات۔ ترجمۃ القرآن کلاس۔ 28-10-98
9-15 رات۔ لقاء مع العرب۔
11-30 رات۔ اردو کلاس۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

☆ اردو کلاس از حضرت خلیفۃ المسیح الرابع روزانہ 00-8 بجے صبح اور 00-3 بجے دوپہر۔

☆ "لقاء مع العرب" روزانہ 00-9 بجے رات

☆ ہر بدھ کو دن 15-12 بجے سواحیلی پروگرام پیش کیا جاتا ہے۔

☆ "کمپیوٹر سب کے لئے" کمپیوٹر سے متعارف کروانے کا سلسلہ پیشکش مرزا غلام قادر احمد، منصور احمد ناصر ہر جمعہ کو دن کے چار بجے اور ہر ہفتے کو دن کے نو بجے۔

☆ "ہماری کائنات" پیشکش سید طاہر احمد صاحب ہر منگل کی رات 30-2 بجے اور بدھ کو دن کے 00-1 بجے۔

پروگراموں کا شیڈول روزانہ دن کو 00-11 بجے اور پھر 00-5 بجے اور رات کو 00-11 بجے اور صبح 00-5 بجے بتایا جائے گا۔

بقیہ صفحہ 1

اتوار۔ چینی زبان۔ شام 30-5
سوموار نارو یجین زبان۔ شام 30-5
منگل۔ فرانسیسی زبان۔ شام 30-5
بدھ۔ جرمن زبان۔ شام 30-5
جمعرات۔ عربی زبان۔ شام 30-5

پاکستان کی مختلف زبانوں میں پروگرام

جمعہ۔ پشتو پروگرام۔ دن 45-11
ہفتہ۔ سرائیکی پروگرام۔ دن 00-12
منگل۔ پشتو پروگرام۔ دن 00-12
جمعرات۔ سندھی پروگرام۔ دن 00-12

جاوید پینٹ اینڈ سینیٹری سٹور
383-2-B II نزد برکت چوک ابوبکر روڈ ٹاؤن شپ لاہور
پی پی 5112072

خالص سونے کی گارنٹی کے ساتھ
نیو پاک جیولرز
پروپرائٹر: ارشد محمود
5- زیلدار روڈ - اچھرہ لاہور 7585484

احباب جماعت احمدیہ کیلئے سستا اور معیاری پیکج
4300 روپے میں 8 فٹ ڈش کیساتھ مکمل برائے احمدیہ چینل حاصل کریں
نوار سیٹلائٹ
پروپرائیٹر شوکت ریاض قریشی
فیصل مارکیٹ 3- مال روڈ لاہور 5400
فون نمبرز آفس 7351722 7352212

سکرین پرنٹنگ کی دنیا میں منفرد نام
خان نیم پلیٹس
ہر قسم کی سکرین پرنٹنگ کے لیئے ہم سے رجوع کریں
لاہور۔ فون: 844862-5150862

سامان بجلی ہر قسم بازار سے بارعایت دستیاب ہے۔ نیز ہر قسم کی وائرنگ کیلئے ہماری خدمات حاصل کریں۔ شکایت کیلئے ہمارے اس فون پر رجوع کریں 842285
ڈیلر: نوبل پنکھے چوک
پی وی سی پائپ پاپولر
G.M کیبل
چغتائی برادرز الیکٹرک کنسرن
842285
مین مارکیٹ۔ ٹاؤن شپ۔ لاہور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں قومی اخبارات سے

ربوہ: 24- اکتوبر- گذشتہ چوبیس گھنٹوں میں کم سے کم درجہ حرارت 23 درجے سنٹی گریڈ زیادہ سے زیادہ درجہ حرارت 28 درجے سنٹی گریڈ
26- اکتوبر- غروب آفتاب 5-27
27- اکتوبر- طلوع آفتاب 6-19

عالمی خبریں

امن سمجھوتہ طے پاگیا
واشنگٹن کے قریب میری لینڈ میں مسلسل 9 دن کے اعصاب شکن مذاکرات کے بعد امریکی صدر بل کلنٹن اسرائیل اور فلسطین کے درمیان امن معاہدہ کرانے میں کامیاب ہوگئے ہیں۔ اسرائیل 13 فیصد علاقہ سے فوجیں نکالنے پر رضامند ہوگیا جبکہ سیکیورٹی کے بارے میں فلسطین نے ذمہ داری قبول کرلی ہے۔ اسرائیل وہ 14 فیصد علاقہ بھی فلسطینی اتھارٹی کے حوالے کردے گا جو اس وقت مشترکہ کنٹرول میں ہے۔ یاسر عرفات فلسطینی منشور سے اسرائیل کو تباہ کردینے والی شق منسوخ کرنے پر بھی راضی ہوگئے۔ صدر کلنٹن نے جن کے سر اس معاہدے کا سہرا جاتا ہے' یاہو اور عرفات سے 21 گھنٹے تک مذاکرات کئے۔ امریکی صدر جلد ہی دونوں کے درمیان طے پانے والے امن معاہدے کا باقاعدہ اعلان کریں گے۔ یہ مذاکرات چار دن کے لئے طے کئے گئے تھے مگر نو دن جاری رہے۔

شاہ حسین کی صحت
اردن کے فرمانروا شاہ حسین جو کینسر کے موذی مرض میں بتلا ہیں ان کی صحت کے بارے میں ٹائمز اخبار نے لکھا ہے کہ ڈاکٹروں کے مطابق ان کی زندگی کے صرف تین ماہ باقی ہیں۔

اسرائیل میں مظاہرے شروع
فلسطینی اور اسرائیلیوں کے درمیان امن معاہدہ طے پانے کی خبروں کے ساتھ ہی اسرائیل میں سمجھوتے کے خلاف مظاہرے شروع ہوگئے ہیں۔

انڈونیشیا صدارتی انتخابات
انڈونیشیا میں صدارتی انتخابات مئی 1999ء میں ہونگے۔ سابق صدر سوئیکارنو کی بیٹی میگاوتی کے برسراقتدار آجانے کی قوی توقع ہے۔

قذافی کے الزامات
لیبیا کے سربراہ معمر القذافی نے کہا ہے کہ برطانیہ نے مجھ پر قاتلانہ حملے کرائے۔ دنیا کے سامنے ثبوت پیش کردوں گا پہلا قاتلانہ حملہ جاسوس ادارے ایم 15 نے 1996ء میں دستی بم سے کرایا۔ صدر قذافی نے یہ باتیں بی بی سی سے انٹرویو میں بتائیں۔

فرانس میں مظاہرے
ایک ہفتہ سے فرانس میں طلباء کے مظاہرے جاری ہیں۔ ایک ہزار سے زائد طلباء گرفتار ہوچکے ہیں۔ طلباء سہولتیں حاصل کرنے اور کالجوں اور یونیورسٹیوں کے معیار تعلیم کو بہتر بنانے کا مطالبہ کر رہے ہیں۔

ملکی خبریں

قرضہ نہیں ملے گا
امریکہ محکمہ خارجہ نے کہا ہے کہ اکتوبر میں ڈیڑھ ملین ڈالر قرض ادا نہ کرنے پر پاکستانی تکنیکی طور پر ڈیفالٹر ہوچکا ہے۔ معاشی اصلاحات کے بغیر پاکستان کو قرضہ نہیں ملے گا۔ پاکستان کا اصل تنازعہ ورلڈ بینک کے ساتھ ہے پاکستان کو نجی پاور کمپنیوں اور واپڈا کے معاملات درست کرانے کے بارے میں ورلڈ بینک کو یقین دہانی کرانا ہوگی۔

آخری ڈیڈ لائن
پاکستان کو قرضہ دینے والے تمام اداروں نے 15- نومبر کی آخری ڈیڈ لائن دے دی ہے۔ حکومت نے مبینہ طور پر حفیظ پاشا سے بھی اختیارات واپس لے لئے ہیں۔ لگتا ہے وہ کسی بڑے ایجنڈے پر کام کر رہی ہے۔

قاضی حسین احمد کا بیان
امیر جماعت اسلامی قاضی حسین احمد نے اسلام آباد کی فیصل مسجد میں ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آج ہم اسلام آباد پر قبضہ کرنا چاہیں تو کوئی ہمیں نہیں روک سکتا۔ لاکھوں مجاہدین ہمارے ایک حکم پر عمل کرتے ہیں مگر ہم ملک میں انارکی اور انتشار پھیلانا نہیں چاہتے۔ انہوں نے کہا کہ اسلام آباد سے ظالموں کا قبضہ ختم کرائیں گے۔

شہزادہ عبداللہ کا استقبال
سعودی عرب کے ولی عہد شہزادہ عبداللہ کے استقبال کی تیاریوں کے لئے لاہور میں ان کے گزرنے والی ہر سڑک کو دھو دھلا کر صاف کر دیا گیا ہے۔

ایم کیو ایم دوبارہ شامل
متحدہ قومی موومنٹ (ایم کیو ایم) نے دوبارہ حکومت میں شامل ہونے کا فیصلہ کرلیا ہے۔

یہ الفاظ نہیں کہے
ایک سرکاری ترجمان نے کہا ہے کہ وزیراعظم نے اپنے کراچی میں خطاب میں یہ الفاظ نہیں کہے کہ "ایجنسیاں میرے پیچھے لگی ہیں"۔

باہر جانے پر پابندی
حکومت نے سیاستدانوں سمیت 1800- افراد کے ملک سے باہر جانے پر پابندی عائد کردی ہے۔ ان میں ایم کیو ایم کے تین لیڈروں کے علاوہ پیپلز پارٹی کے کئی لیڈر اور منظور وٹو بھی شامل ہیں۔

تیسرا ٹیسٹ
پاکستان نے کراچی میں آسٹریلیا کے خلاف تیسرے ٹیسٹ کے دوسرے روز 6 وکٹوں پر 170 رنز بنائے۔ آسٹریلیا کی ٹیم 280 پر آؤٹ ہوئی۔

قرضہ چوروں کو مہلت
حکومت نے مراعاتی سکیم کے تحت قرضہ چوروں کو 31- مارچ 99ء تک مہلت دے دی ہے۔ ان لوگوں کے خلاف 22 ہزار عدالتی ڈگریاں موجود تھیں جو دھری کی دھری رہ گئیں۔

قوم ساتھ دے تو
وزیراعظم نے کہا ہے کہ قوم ساتھ دے تو منزل دور نہیں پانچ دس سالوں میں خوشحالی آجائے گی۔

متحدہ کے رکن اسمبلی کی گرفتاری؟
حکیم سعید کے قتل کا حکم دینے والے متحدہ قومی موومنٹ کے رکن سندھ اسمبلی کی گرفتاری کے لئے حساس اداروں نے حکومت سے اجازت طلب کرلی ہے۔ اس رکن کا نام قتل کے بڑے ملزم عامر اللہ خان نے ظاہر کیا تھا۔ اس رکن نے ملزم کو نائن زیرو پر بلا کر حکیم سعید کے قتل کا حکم دیا تھا۔

کراچی میں چھاپے جاری
حکیم سعید کے قتل کے بعد متحدہ کے افراد کی گرفتاری کا سلسلہ جاری ہے۔ دو سیکٹر انچارجوں سمیت 70 کارکنان کو گرفتار کرلیا گیا۔

توہین عدالت کا معاملہ
سپریم کورٹ کے چیف جسٹس نے کہا ہے کہ توہین عدالت کے مرتکب ہر شخص کے خلاف بلاامتیاز کارروائی کی جانی چاہئے۔

شریعت بل کی منظوری کی توقع
پارلیمانی امور کے وزیر یاسین وٹو نے توقع ظاہر کی ہے کہ ہارس ٹریڈنگ کے بغیر سینٹ سے شریعت بل منظور کرالیں گے۔ خدا نے اپنا نظام نافذ کرنے کے لئے نواز شریف کا انتخاب کیا۔

خالص سونے کے زیورات نئے ڈیزائنوں میں بنوانے اور خریدنے کیلئے
محمود جیولرز
دوکان 212381
رہائش 212131
بلال مارکیٹ اقصیٰ روڈ ربوہ

نئی و پرانی امراض کی بفضل خدا کامیاب علاج گاہ
بھٹی ہومیوپیتھک کلینک اینڈ سٹور فون 211186
ڈاکٹر منصور احمد بھٹی ڈاکٹر مسرور کریم بھٹی
پریکٹیشنرز از 1937ء کوالیفائیڈ ہومیوپیتھ
فون یا خط کے ذریعہ سے بھی مشورہ کر سکتے ہیں

دارالصدر غربی ربوہ
ربوہ آئی کلینک
لیزر ٹریٹمنٹ
تمام قسم کے لیزر کے علاج اور عینک سے نجات بذریعہ لیزر ٹریٹمنٹ اور الٹراساؤنڈ سے سفید موتیا کے اپریشن شروع ہیں
اوقات موسم سرما:
صبح 9 تا 1 بجے (سوموار تا جمعرات)
شام 4 تا 7 بجے ہفتہ تا بدھ
جمعرات شام 3 تا 6 بجے
• ہفتہ اور اتوار کی صبح :- اپریشن
• جمعہ : لیزر
04524-211707

رحمن بے بی سائیکل
بچہ سائیکل، بے بی کارٹ، واکر، پنگوڑے، جھولہ، پرام، کاریں، سکوٹر، میز کرسی تمام منفرد ورائٹی کا مرکز
نور سائیکل ورکس نزد یادگار چوک
دوکان 999 گھر 212890 ربوہ

ہمارے ہاں حسنی روم کولرز، گیزرز، کوکنگ رینج روم ہیٹرز، ہر قسم کے پنکھے اور ہر طرح کے ڈونکی پمپ دستیاب ہیں۔ نیز ریپیئرنگ کا کام بھی تسلی بخش کیا جاتا ہے
الفضل ٹریڈرز کالج روڈ نزد اکبر چوک ٹاؤن شپ لاہور
5114822
5118096

دعا تدبیر ہے اور دعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے
مرض اٹھرا کا شافی علاج
حبوب مفید اٹھرا
اکسیر اولاد نرینہ (کورس)
زوجام عشق خاص سونے چاندی کی گولیاں شباب آور موتی
مطب ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ
PHONE: (04524) 211434-212434 FAX: 534

خوشخبری
حضرت حکیم نظام جان کا مشہور دواخانہ
مطب حمید
نے اب سرگودھا میں بھی کام شروع کر دیا ہے
• حکیم صاحب گوجرانوالہ سے ہر ماہ کی 15-16-17 تاریخ کو مطب میں موجود ہوں گے۔
214338
منیجر مطب حمید 49 ٹیل فیصل آباد روڈ
مدنی ٹاؤن نزد سیکنڈری ایجوکیشن بورڈ سرگودھا